ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

تفہیم غالب میں رسالہ "شب خون" کا کردار

THE ROLE OF THE MAGAZINE "SHAB KHOON" IN THE UNDERSTANDING OF GHALIB

ناصر اقبال خان

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اُردو، الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر محمد امتیاز

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، الحمد اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

ABSTRACT

The magazine Shab Khoon was published in Allahabad in June 1966 under the editorship of Shamsur Rehman Farooqi. While Shab Khoon has accomplished many amazing feats in literature, Shab Khoon is a reliable reference regarding Ghalib. This magazine of Shamsur Rahman Farooqi spanned a period of 40 years. 299 issues were published from 1966 to 2015. Modern criticism was an important topic of this literary magazine. Excellent work of criticism in the literary magazine. Among his prominent works is the understanding and interpretation of the speech of Ghalib and Mir. Each sentence and each point included in this understanding of Kalam Ghalib was presented with full arguments and weight. Shamsur Rahman Farooqi did not include in Shab Khoon numbers those poems which were discussed or discussed by anyone before this period. Later, this work of understanding the words of 20-year-old Ghalib of all the issues of Risala Shab Khoon came to us in the form of a book.

Keywords: magazine, accomplished, Modern criticism, literary magazine, Shab Khoon, Shamsur Rahman Farooqi

رسالہ شب خون، جون ۱۹۶۶ء میں شمس الرحمٰن فاروقی کی ادارت میں الہ آباد سے جاری ہوا۔ جہاں شب خون نے ادب میں کئی حیرت انگیز کارنامے سر انجام دیے وہیں شب خون تفہیم غالب کے حوالے سے ایک معتبر حوالہ ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کا یہ مجلہ ۴۰ سال کے عرصہ پر محیط تھا۔ جس کے ۱۹۶۶ء سے ۲۰۱۵ء تک ۲۹۹ شمار منظر عام پر آئے۔ جدید تنقید اس ادبی رسالے کا ایک اہم موضوع رہا دیگر قلم کاروں اور ناقدین کے ساتھ ساتھ شمس الرحمن فاروقی نے بھی اس ادبی رسالے میں تنقید کا عمدہ کام کیا۔ ان کے نمایا کاموں میں غالب اور میر کے کلام کی تفہیم اور تشریح سیر فہرست ہے۔

رسالہ شب خون میں غالب کے اشعار کی تفہیم اور شاعری کی تنقید کے حوالے سے جو عمدہ کام کیا گیا ہے اس کا سال ۱۹۶۸ء بنتا ہے۔ ۱۹۶۹ء کا دور غالبیات کے طالبعلم کے لیے بہت اہم ہے۔ ۱۹۶۹ء میں پوری دنیا میں غالب کا سال منایا گیا تھا۔ اور لوگوں نے غالب پر لکھنا اور پڑھنا شروع کیا لیکن کچھ مقامات پر غالبیات کو پڑھنے اور لکھنے کا سلسلہ ۱۹۶۸ء سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اسی دوران شمس الرحمٰن فاروقی جو کہ شب خون کے بانی ہیں نے غالب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے رسالہ شب خون میں " تفہیم غالب " کے عنوان سے غالب کے اشعار کی تفہیم و تشریح کا سلسلہ شروع کیا۔ انھوں نے رسالہ شب خون کے شماروں میں غالب کے اشعار پر تنقیدی اور تجزیاتی حوالے سے کام کیا اور منتخب اشعار پر اظہار خیال کرتے ہوئے علم عروض، بحر، وزن اور تشریح جیسے عوامل پر کام کیا۔ رسالہ شب خون میں غالب کے ان اشعار کو شامل کیا گیا جن کو اس سے پہلے کسی شرح میں شامل نہیں کیا گیا یا وہ اشعار جن کا کوئی اہم نقطہ بحث قابل ہو یا جن پر تنقیدی نقطہ نظر سے بحث نہ کی گئی ہو۔ اس حوالے سے چیر مین پبلی کیشنز سب کمیٹی، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی، پروفیسر کا آل قریشی کتاب تفہیم غالب میں لکھتے ہیں:

> "ان اشعار ہی کو منتخب کیا گیا جن میں انھوں نے یا تو کوئی خاص نکتہ پایا یا جن کے بیان میں غالب کے مشہور شارحین تک بھی کوئی خاص حق ادا نہیں کر پائے تھے۔ "(۱)

مجلہ شب خون میں شمس الرحمٰن فاروقی نے غالب کے اشعار کی تفہیم کا یہ سلسلہ شمارہ ۲۳ کے صفحہ ۱۲ سے شروع کیا جو اپریل ۱۹۶۸ء میں منظر عام پر آیا۔ اس شمارے میں غالب پر ہونے والے کام کو بے حد مقبولیت حاصل ہوئی۔ قارئین کی طرف سے شمس الرحمٰن فاروقی کو یہ گزارشات موصول ہوئی کہ اس سلسلہ کو ہر شمارے میں شامل کرتے ہوئے جاری رکھا جائے ۔ قارئین کی یہ رائے بھی رسالہ شب خون کے آخری حصہ میں شمارہ نمبر ۲۶ کے باب جس کا عنوان ہے " کہتی ہے خلق خدا" میں شامل ہے۔ اس باب میں قارئین شب خون، شب خون کے حوالے سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ غالب کے اشعار کی تفہیم کا یہ سلسلہ نا قابل فراموش ہے۔ اس سلسلے سے غالب کے اشعار کو سمجھنے میں آسانی ہو گی اور اس سلسلے سے ایک یہ بھی فائدہ ہو گا کہ غالب کے علاوہ دیگر شعرا جن کے کلام کو تفہیم کی

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

ضرورت ہے ان کے کلام کی تفہیم کا سلسلہ بھی شروع ہوگا۔ جس سے تفہیم و تعبیر کا ایک نہایت مفید نیا باب وجود میں آئے گا۔اس ضمن میں شمارہ ۲۶ کے صفحہ نمبر ۷۷ کے مضمون "کہتی ہے خلق خدا" میں خط و کتابت کے ذریعے سے وہاب دانش کہتے ہیں:

> "تفہیم غالب بے حد کار آمد ثابت ہو رہی ہے۔ پرچے کی معنوی وقت میں ایک نہایت ہی انوکھا اضافہ ہوا ہے۔ اس سلسلے کو دیکھ کر ایک بات ذہن میں آئی ہے وہ یہ کہ کیوں نہ جدید شعری ادب کے شعرا کے ایسے کلام کی تفہیم پیش کی جائے جنھیں مبہم اور ناقابل اعتنا مان کر مطعون کیا جا رہا ہے۔ میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ اگر یہ سلسلہ باقاعدہ پوری تنقیدی ایمانداری کے ساتھ شروع ہو تو نئی شاعری اور ابلاغ کے درمیان جو خلیج پنپ رہی ہے اسے ایک پل مل سکتا ہے۔ اس پر چل کر ہمارے بعد آنے والی نئی ترین نسل شاید اس منزل کو بہت آسانی سے پالے گی۔ جہاں ہم اج غالب کے بعد غالب اور میراجی کے بعد میراجی کو اپنی اصل بلندیوں پر دیکھ رہے ہیں ۔"(۲)

کہتی ہے خلق خدا میں قارئین، شب خون کی تخلیقات، تحریروں اور ترجیحات کے حوالے سے اپنی رائے خط و کتابت کے ذریعے سے دیتے ہیں۔ جس کو شمس الرحمٰن فاروقی بڑے اہتمام سے ہر رسالہ کے آخر میں شائع کرتے ہیں۔ اور اس باب میں قارئین کے سوالات اور اعتراضات کا جواب بھی شمس الرحمٰن فاروقی خود دیتے ہیں۔ قارئین کی بے پناہ فرمائش پر اس سلسلے کو جاری رکھا گیا اور غالب کے کلام کی تفہیم کے سلسلے میں غالب کے منتخب اشعار کو رسالہ شب خون کے شماروں میں شائع کیا جا تا رہا۔ اور یہ سلسلہ نومبر ۱۹۸۸ء شمارہ ۱۵۵ تک جاری رہا۔ اس کا کل دورانیہ ۲۰ برس پر مشتمل ہے۔ اور اس پورے دورانیے میں غالب کے ۱۳۸ اشعار کی تشریح تفصیل بحث کی صورت میں کی گئی۔

> "فاروقی صاحب نے تفہیم غالب کی تصنیف کو دل کش، پسندیدہ اور قابل قدر بنانے کے لیے اپنے مشرقی و مغربی ادب کے خاص مطالعہ، کلام غالب کی مختلف مشہور واقع غیر مشہور شرحوں کے گہرے جائزے اور ترجمان غالب کے طور اپنے غیر معمولی تجربے کی روشنی میں بڑی محنت اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ ہر چند کے انہوں نے اس میں ۱۳۸ /اشعار کو موضوع بحث بنایا ہے۔"(۳)

کلام غالب کی اس تفہیم میں شامل ایک ایک جملہ اور ایک ایک بات مکمل دلائل اور وزن کے ساتھ پیش کی گئی۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے شب خون کے شماروں میں ان اشعار کو شامل نہیں کیا جن پر اس دور سے پہلے کسی نے گفتگو یا بحث کی ہو۔ بعد میں رسالہ شب خون کے تمام شماروں کے ۲۰ سالہ غالب کے کلام کی تفہیم کا یہ کام ایک کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے آیا ۔ جس کا نام "تفہیم غالب" رکھا گیا۔ شمس الرحمٰن فاروقی کی اس کتاب کے حرفِ آغاز میں پروفیسر کامل قریشی (چیرمین پبلی کیشنز سب کمیٹی، غالب انسٹی ٹیوٹ نئی دہلی) لکھتے ہیں:

> "دیوان غالب کی ایک نئی شرح لکھنے کا فیصلہ کیا تو اس سلسلے میں مشہور غالب شناس جناب شمس الرحمن فاروقی سے درخواست کی کہ وہ انسٹیٹیوٹ کے اس کام کو سرانجام دیں موصوف نے اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے تفہیم غالب کی ترتیب شروع کر دی، وہ اس کام کو شب خون میں غالب صدی سے قبل ۱۹۶۸ سے شروع کر چکے تھے جو انہوں نے ۱۹۸۸ء تک جاری رکھا۔" (۴)

اور غالب کے کلام کی تفہیم اور غالبیات کے طالبعلم کے لیے یہ ایک ایسا منفرد اور خوبصورت کام ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ کیونکہ غالب اردو ادب کے وہ شاعر ہیں جن کے کلام پر بے شمار تعبیرات اور تشریحات منظر عام پر آچکی ہیں۔ حالانکہ غالب کو اپنی زندگی میں اپنی شاعری کی بنا پر بہت تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کے کلام میں لفظیات کی پیچیدگی، مشکل اسلوب، مبہم انداز، متفرق لفظیات، اور ساختیات کے حوالے سے بھی مشکل شاعر قرار دیا گیا۔ مگر ان کی وفات کے بعد جو کام منظر عام پر آیا یا جو کام ان کی شاعری پر ہوا اس نے غالب کی قدر و قیمت میں بے پناہ اضافہ کر دیا۔ جس میں شمس الرحمن فاروقی کی کتاب "تفہیم غالب" بھی شامل ہے۔ اس ضمن میں فرخندہ لودھی رسالہ شب خون کے شمارہ ۲۷ میں تفہیم غالب کو اردو ادب اور غالبیات کے طالب علم کے لیے بہت بڑی کاوش قرار دیتے ہوئے لکھتی ہیں:

> "تفہیم غالب کا سلسلہ نہایت مفید ہے اردو ادب کے طالب علم پر گویا احسان سمجھئے "(۵)

شمس الرحمن فاروقی غالب شناس اور بلند پایہ نقاد ہیں۔ انہوں نے شعر غالب پر جو کام کیا اس میں سیاق و سباق کی وضاحت، تاریخی پس منظر، ہر شعر میں ابہام اور اشعار کی وضاحت کرتے ہوئے اشعار کی تشریح شامل ہے اور جس کو وہ احسن طریقے سے کرنے میں کامیاب ہوئے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

شمس الرحمٰن فاروقی نے غالب کے کلام کی تفہیم پر کام کرنے سے پہلے مختلف شرح اور کتب کا مطالعہ کیا۔ جس میں غالب کے خطوط کو سب سے اولیت حاصل ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کے بقول غالب سب سے اولین شارح رہے ہیں۔ جس نے اپنے کلام کی تشریح اپنے خطوط کے ذریعے سے مختلف شاعروں کو ارسال کی ہے۔ اس لیے غالب کے مشکل اور مبہم شعروں کو سمجھنے کے لیے غالب کے خطوط بھی بہت کار آمد ثابت ہوئے۔ اس کے بعد خواجہ قمر الدین کی تشریحات جو کہ غالب کے شاگرد تھے۔ اس کے بعد تلاش غالب اور حالی کی دو کتابیں۔ یادگار غالب اور مقدمہ شعر و شاعری اہم ہیں ۔ غالب کو پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ان دو کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے اس بات کی وضاحت کتاب " تفہیم غالب " کے دیباچہ میں کی ہے کہ غالب کو سمجھنے کے لیے مقدمہ شعر و شاعری اور یادگار غالب کا مطالعہ بہت اہم تصور کیا جاتا ہے۔ غالب کے کلام کو حالی سے استفادہ کیے بغیر سمجھنا ممکن نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"تفہیم غالب کا باقاعدہ رواج حالی کی دو کتابوں (مقدمہ شعر و شاعری اور یادگار غالب) سے شروع ہوتا ہے۔ غالب کا کوئی بھی شارح حالی سے استفادہ کیے بغیر اپنے کام کو مکمل نہیں کہہ سکتا"(۶)

رسالہ شب خون میں شمس الرحمٰن فاروقی نے تفہیم غالب پر کام کرتے ہوئے جن تصنیفات کا مطالعہ کیا ان کی ایک طویل فہرست ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ "تصنیف حلم دہلی"، اشاعت ۱۸۸۰ء۔
۲۔ خواجہ الطاف حسین حالی "مقدمہ شعر و شاعری" اشاعت ۱۸۹۳ء۔
۳۔ خواجہ الطاف حسین حالی " یادگار غالب "اشاعت ۱۸۹۴ء۔
۴۔ مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی "حل کلیات اردو مرزا غالب دہلی "اشاعت ۱۸۹۹ء۔
۵۔ علامہ سید علی حید " نظم طباطبائی شرح دیوان اردوئے غالب "اشاعت ۱۹۰۰ء۔
۶۔ مولانا سید فضل الحسن حسرت موہانی "دیوان غالب مع شرح "اشاعت ۱۹۱۱ء۔
۷۔ عبدالرحمن بجنوری "مقدمہ دیوان غالب "اشاعت ۱۹۲۱ء۔
۸۔ علامہ محمد احمد بے خود موہانی "شرح دیوان غالب "اشاعت ۱۹۲۳ء۔
۹۔ علامہ سہا مجددی "مطالب الاغالب "اشاعت ۱۹۳۱ء۔
۱۰۔ حضرت بے خود دہلوی "مراہ الاغالب "اشاعت ۱۹۳۴ء۔
۱۱۔ آغا محمد باقر "بیان غالب "اشاعت ۱۹۳۹ء۔
۱۲۔ پنڈت جوش لسیانی "دیوان غالب مع شرح "اشاعت ۱۹۵۱ء۔
۱۳۔ نواب جعفر علی خان اثر لکھنوی "مطالعہ غالب "اشاعت ۱۹۵۷ء۔
۱۴۔ شہاب الدین مصطفی "ترجمان غالب "اشاعت ۱۹۵۶ء۔
۱۵۔ یوسف سلیم چشتی "شرح دیوان غالب "اشاعت ۱۹۵۸ء۔
۱۶۔ نیاز فتح پوری "مشکلات غالب "اشاعت ۱۹۷۶ء۔
۱۷۔ مسعود حسن رضوی ادیب "شرح طباطبائی اور تنقید کلام غالب "اشاعت ۱۹۷۳ء۔
۱۸۔ نیر مسعود "تعبیر غالب "اشاعت ۱۹۷۳ء۔
۱۹۔ مولانا غلام رسول مہر "نوائے سروش "اشاعت۔
۲۰۔ منظور احسن عباسی "مراد غالب "اشاعت ۱۹۷۵ء۔

ان کے علاوہ سینکڑوں کتب، مضامین شامل ہیں جن میں کلام غالب پر کام شامل تھا۔ ان کا جائزہ بھی لیا ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے شب خون میں غالب کے اشعار کی جو تشریح اور تجزیہ کیا ہے اس میں ہر شعر کی تقطیع، تفہیم شعر اور عروضی اطلاعات کے حوالے سے بھی کام کیا ہے۔ ہر شعر میں بحر کو بھی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ شمس الرحمٰن فاروقی کی غالب کے اشعار کے حوالے سے تفہیم اور اس سے پہلے غالب پر ہونے والے کام میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ فاروقی نے ہر شعر کی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

تفہیم اور تشریح لغات کو مد نظر رکھ کر کی ہے۔اس سے پہلے کی شرح نے لغت کو یکسر نظر انداز کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان کی شرح میں جابجا اغلاط اور ان پر اعتراضات دیکھنے کو ملتے ہیں۔

شمس الرحمٰن فاروقی نے اشعار کی قرات کے حوالے سے نسخہ عرشی، نسخہ عرشی زادہ، نسخہ شیرانی، نسخہ حمیدیہ اور دیوان غالب کو بھی اپنے مطالعہ کا حصہ رکھا۔تب جا کر تفہیم کلام غالب کے حوالے سے رسالہ شب خون میں ایک منفرد اور متعبر کام یکھنے کو ملا۔ جس کی کامیابی زبان زد عام ہے۔اس کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ غالب کے وہ اشعار جو شرح سے محروم رہے یا جن میں کوئی اہم نقطہ موجود تھا مگر اس پر کسی نقاد کی نظر نہیں گئی وہ بھی شمس الرحمٰن فاروقی کے توسط سے شرح کی کسوٹی پر پورے اترے۔ جس کے بعد غالب کے اشعار کو عام فہم اور مختصر انداز شرح موصول ہوئی اور قارئین شب خون،غالبیات کے طالب علم کے لیے ۴۷۸ صفحات کی ایک کتاب معرض وجود میں آئی۔

ایسا نہیں کہ شمس الرحمن فاروقی کو تفہیم غالب کے سلسلہ میں اعتراضات اور مخالفت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔بل کہ شب خون کے سلسلہ خط وکتابت میں بہت سے ناقدین اور معاصرین نے ان کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے۔ان کی تفہیم پر اعتراضات بھی کیے ہیں۔ جن کا جواب شمس الرحمن فاروقی نے بھی دیا ہے اور جو اعتراضات کیے گئے ان کی وضاحت بھی کی ہے۔اس ضمن میں سعید اختر خلش کہتے ہیں :

"مئی ۶۷ کے "شب خون" میں تفہیم غالب کے تحت غالب کے شعر

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست

ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ درد تھا

کی توضیح میں جن خیالات کا اظہار فاروقی صاحب نے فرمایا ہے ان سے مجھے سرے سے اختلاف ہے۔ جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں اس شعر میں کسی قسم کی تلخ واقعیت کا اظہار نہیں ہے۔ جس کی سرحدیں کبھی کبھی کلبیت سے مل جاتی ہے"(۷)

اس اقتباس کا مثبت مطلب یہ لیا جاسکتا ہے کہ شمس الرحمن فاروقی اپنے اوپر یا اپنی تفہیم پر کیے جانے والے اعتراضات کو بھی اپنے رسالہ میں شائع کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں تفہیم غالب کے حوالے سے کام کو بھی شب خون میں تنقیدی نقطہ نظر سے جانچا اور پرکھا گیا ہے۔یہ بات تو ادب کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ ادب میں تنقید کا سلسلہ ہو تو فن پارے کے معیار اور اہمیت میں بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔کیونکہ اگر مدون، محقق یا نقاد سے کوئی کمی یا کوتاہی ہو بھی جائے تو دیگر نقاد اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔اس طرح ترجمہ،تدوین یا تفہیم ہونے والا ادب ادبی حلقوں میں بہت اہمیت اور مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔اور اگر وہ فن پارہ سلسلہ وار تحریر ہو رہا ہو تو فن پارے کی افادیت ہر بار بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تفہیم غالب کے حوالے سے بھی یہی عمل کار فرما ہے۔شب خون میں خط وکتابت کے سلسلے میں تفہیم غالب پر کیے جانے والے اعتراضات یا کمزوریوں کو رسالہ ہی میں درست اور مستند کر لیا گیا۔کتابی صورت سے پہلے اس کو کندن بنایا گیا۔اس لیے شمس الرحمن فاروقی کی کتاب تفہیم غالب بہت اہمیت کی حامل ہے۔شب خون میں غالب کے اشعار کی تفہیم جس انداز سے شمس الرحمن فاروقی نے سرانجام دی ہے۔اس کی دوسری مثال نہیں ملتی۔شب خون سے تفہیم غالب کی چند مثالیں دیکھیے۔غالب کے اشعار کی تفہیم کے سلسلے کا سب سے پہلا شعر شب خون کے شمارہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۷ کے صفحہ نمبر ۶۷ پر پایا گیا ہے شعر ملاحظہ کریں:

شب خمار شوق ساقی رست خیز اندازہ تھا

تا محیط بادہ صورت خانہ خمیازہ تھا

اس شعر کی تفہیم کا طریقہ کار یہ ہے۔کہ سب سے پہلے فاروقی صاحب نے اس شعر کا وزن بتایا ہے۔کہ یہ شعر فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن ہے۔جب کہ اس کی بحر رمل مثمن محذوف ہے۔ تفہیم کا آخری حصہ شعر کی تشریح پر مشتمل ہے۔ جس میں اس شعر کی تشریح کچھ یوں بیان کی گئی ہے کہ : ساقی کا انتظار ہی دراصل خمار ہے۔شراب کا نشہ ساقی کی انگڑائیوں کے آگے مانند پڑ گیا ہے۔یعنی شراب کے جوش وجذبے کو محبوب کی انگڑائی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جبکہ اس شمارے میں تفہیم غالب کے سلسلے کا دوسرا شعر بحوالہ شب خون شامل کیا گیا ہے وہ یہ ہے :

تھا گریزاں مژہ یار سے دل تا دم مرگ

دفع پیکان قضا اس قدر آساں سمجھا

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2 2024

وزن کے اعتبار سے یہ شعر فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فع لن (ضرب کا وزن فع لن ہے)۔جب کہ اس شعر میں رمل مثمن مجنون محذوف (مقطوع) کی بہر کا استعمال دیکھنے کو ملتا ہے۔اس شیر کا تشریح بمطابق شمس الرحمن فاروقی ملاحظہ ہو:

> "مشدہ یار اور پیکان قضا میں جو مناسب لفظی و معنوی ہے۔وہ ظاہر ہے اس شعر میں جو شوخی کا پہلو ہے اس کی طرف غالبا کسی شارح نے اشارہ نہیں کیا ہے۔نقطہ یہ ہے کہ دل موت کے لمحے تک موت سے گریزاں رہا یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی کو زندگی بھر جینے کی دعا دی جا ہے۔ظاہر ہے کہ جب دم مرگ ایا تو قضا بھی ائی اس کے پہلے تو قضا انی نہیں تھی جس لمحہ مشدہ یار کا سامنا ہوا موت اگئی یا جب موت ائی تو مشدہ یار کا سامنا ہو ہی گیا سامنا ہی اس وقت ہونا تھا جب موت انی تھی لہذا گریزاں رہنا نہ رہنا برابر تھا"(۸)

اس تمام بحث و تقرار اور گفتگو سے دو باتیں ہمارے سامنے واضع ہوتی ہیں۔ایک تو یہ کہ تفہیم غالب کا اصل ماخز شب خون ہے۔اس کتاب کو شب خون سے ہی وجود ملا دو سرا یہ کہ جس قدر اس کتاب یا اس کی تفہیم کی اہمیت ہے ویسے ہی اس کو تنقیدی مراحل سے گزارا گیا ہے۔ اس عمدہ کاوش پر شمس الرحمن فاروقی داد و تحسین کے مستحق ہیں۔

حوالہ جات

ا۔ شمس الرحمن فاروقی تفہیم غالب غالب انسٹیٹیوٹ نہیں دہلی ۱۹۸۹ ء،صفحہ ۱۰۔۹

۲۔وہاب دانش، کہتی ہے خلق خدا، مشمولہ: شب خون، شمارہ،۲۶ جولائی ۱۹۶۷ء, الہ آباد، صفحہ ۷۵

۳۔ شمس الرحمن فاروقی تفہیم غالب غالب اسٹیٹیوٹ نئ دہلی ۱۹۸۹ء، صفحہ ۱۰

۴۔ شمس الرحمن فاروقی تفہیم غالب غالب اسٹیٹیوٹ نئ دہلی ۱۹۸۹ء، صفحہ ۹

۵۔ فرخندہ لودی، کہتی ہے خلق خدا، مشمولہ، شب خون شمارہ ۲۷، اگست ۱۹۶۷ء، الہ آباد، صفحہ ۷۶

۶۔ شمس الرحمٰن فاروقی، تفہیم غالب، غالب انسٹی ٹیوٹ نئ دہلی، ۱۹۸۹ء، صفحہ ۱۷

۷۔ سید اختر خلش, کہتی ہے خلق خدا, مشمولہ شب خون، شمارہ ۲۶، جولائی ۱۹۶۷ء، الہ آباد، صفحہ ۷۱

۸۔ شمس الرحمن فاروقی، تفہیم غالب، مشمولہ: شب خون، شمارہ ۲۶، جولائی ۱۹۶۷ء، الہ آباد، صفحہ ۷۴